ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

شبہ اہل کتاب مذاہب میں عقیدہ توحید کی تعلیمات: اسلامی تعلیمات سے تقابلی جائزہ

Teachings of Aqeedah Tauheed in Shiba Ahlul Kitab Religions: A Comparative Study with Islam

Saima Shehzadi*
Lecturer, Govt. Graduate College for Women, Baghbanpura, Lahore

Muhammad Ahmed Haseeb
Scholar of LAW, Superior University Lahore

Abstract

Almost in all the major religions of the world, there is definitely an acquaintance with the entity, who is the creator of the universe. Every religion must know and understand this entity Although different beliefs sometime obscure this concept. The division of major religions in the world is known as semitic and non-semitic groups. Semitic religions claims that the inspiration of their teachings is Al hami, received by prophet of Allah but non semitic religions never claimed such believe if we examine the teachings of non semitic religions we found that teachings of some religions have suspicious similarities in many beliefs of semitic religions. Hinduism and Zoroastrianism are such religions who identifies as shibha Ahlul kitab (the suspected people of the book) due to their teaching similarities with semitic religions. One of these special teachings is concept of Allah (tawheed) who realizes that these are the ancient monotheistic religions whose teachings have not been completely deleted despite the distortion of their teachings. In this article, analytical, descriptive and comparative approaches will use to prove similarities of concept of tawheed in shiba Ahlul kitab religions and Islam.

Keywords: Religions, Semitic, Non Semitic, Monotheistic, Tawheed, Shibh-e-ahl-e-Kitab

تعارف

دنیا میں بے شمار مذاہب پائے جاتے ہیں جن کی مقبولیت و عدم مقبولیت کا انحصار ان کی تعلیمات، فلسفہ، افکار، عبادات و حقیقت عبادات اور معاشرتی اخلاقیات پر ہوتا ہے۔ حقیقت سے قریب تر افکار، عبادات کی حقیقی روح اور معبود کا واضح تصور کسی مذہب کی کامیابی کی اساس تصور کیا جاتا ہے جبکہ کچھ مذاہب اپنے افکار کو معاشرتی فوائد و ثمرات کی بنیاد پر مقبول عام بنانے میں کامیاب ہوئے۔ انسانی ذات کا خاصہ ہے کہ وہ ہر معاملہ میں اپنے فوائد و نقصانات پر گہری نظر رکھتا ہے۔ بالخصوص مذہبی اقدار کو اپنانے اور مذہبی عبادات کے فوائد و نتائج اسے کسی مذہب کی قبولیت و عدم قبولیت کے بارے میں فیصلہ کن رائے کی جانب راغب کرتے ہیں۔

دنیا میں پائے جانے والے مذاہب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

---

* Email of corresponding author: madamsahi8@gmail.com

1۔ الہامی مذاہب

2۔ غیر الہامی مذاہب

1۔ الہامی مذاہب

وہ مذاہب جن کے پیروکار اپنی مذہبی تعلیمات کو الہامی اور کسی خاص نبیؑ کے ذریعے نازل کردہ احکامات پر مبنی قرار دیتے ہیں۔

2۔ غیر الہامی مذاہب:

وہ مذاہب جو نہ تو کسی نبیؑ کے پیروکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ اپنی مذہبی تعلیمات کی بنیاد، فلسفیانہ طرز فکر پر رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں جن کا عمومی مقصد معاشرتی راحت وسکون یا روحانی تکالیف سے نجات کے ذرائع تلاش کرنا ہو سکتا ہے۔

شبہ اہل کتاب مذہب:

عمومی طور پر ان مذاہب کو مذہبی تقسیم میں الگ شمار نہیں کیا جاتا بلکہ یہ غیر سامی یا غیر الہامی ادیان کے تحت زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ یہ وہ مذاہب ہیں جن کی تعلیمات، افکار اور فلسفہ، فلسفیانہ مذاہب سے جُدا ہے۔ یہ مذاہب الہامی یا توحیدی مذاہب کے متقابل کسی خاص نبیؑ کے پیروکار ہونے یا خالص الہامی کتاب کے ہونے کا دعویٰ تو نہیں کرتے لیکن ان کی تعلیمات انہیں الہامی مذاہب کی تعلیمات کے قریب لے آتی ہیں جو ان کے بابت قدیم یا مسخ شدہ اہل کتاب مذہب کے پیروکار ہونے کے جواز کو جنم دیتا ہے۔

ہم کسی مذہب کی تعلیمات کا اندازہ اس کے پیروکاروں کے طرز عمل، طریقۂ عبادت اور مروجہ رسوم ورواج سے نہیں لگا سکتے بلکہ اس کی مذہبی کتابوں بالخصوص جن کے قدیم ہونے کا دعویٰ کیا جائے اور اس مذہب کے اعلیٰ درجہ کے علماء و محققین کے حلقۂ میں پڑھی جاتی ہوں کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ مذہبی لٹریچر کی بنیاد پر دو بڑے مذاہب ہندوازم اور زرتشت ازم کو علماء نے شبہ اہل کتاب مذاہب کے نام سے نئی پہچان عطا فرمائی ہے۔

اہل کتاب کی اصطلاح:

اہل کتاب کی اصطلاح ان مذاہب کے پیروکاروں کے لیے مستعمل ہوتی ہے جو نہ صرف کسی خاص نبیؑ یا رسولؐ کے پیروکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ ان پر نازل کردہ الہامی کتب کی عزت و تکریم کے ساتھ ان کے احکامات اور تعلیمات پر کاربند ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ قرآن مجید آخری الہامی کتاب ہے جو سابقہ اُمم کے احوال، ان کے عقائد اور مذہبی قوانین و ضوابط میں تحریف کی شہادت پیش کرتی ہے۔ قرآن مجید اہل کتاب کے طور پر دو مذاہب یعنی یہودیت اور عیسائیت کو بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَسۡتُمۡ عَلٰى شَىۡءٍ حَتّٰى تُقِيۡمُوا التَّوۡرٰٮةَ وَ الۡاِنۡجِيۡلَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ‌ؕ وَلَيَزِيۡدَنَّ كَثِيۡرًا
مِّنۡهُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ طُغۡيَانًا وَّكُفۡرًا‌ۚ فَلَا تَاۡسَ عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ[1]

آپ فرمائیے اے اہل کتاب! نہیں ہو تم کسی چیز پر (ہدایت سے) یہاں تک کہ (عمل سے) قائم کرو توراۃ اور انجیل کو اور جو اتارا گیا تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اور ضرور بڑھادے گا اکثر کو ان میں

سے جو نازل کیا گیا آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے سرکشی اور انکار میں پس آپ نہ افسوس کریں قوم کفار پر۔

اس آیت مبارکہ سے اس بات کی مکمل وضاحت ہو جاتی ہے کہ اہل کتاب اس وقت تک اہل کتاب کہلانے کا حقدار نہ ہو گا۔ جب تک کہ وہ اللہ کی نازل کردہ کتاب پر کامل یقین اور ایمان نہیں لاتا۔

شبہ اہل کتاب مذاہب:

شبہ اہل کتاب سے مراد وہ مذاہب ہیں جن کی تعلیمات کے الہامی ہونے یا کسی نبیؑ کے پیروکار ہونے کا دعویٰ اہل مذہب کی جانب سے تو نہیں کیا گیا۔ لیکن ان کی تعلیمات اور اخلاقی اقدار اہل کتاب یا اہل توحید مذاہب کی تعلیمات سے ملتی جلتی ہیں۔ یہ مذاہب وسطی ایشیاء کے قدیم ترین آبادی والے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ ہندوازم اور زرتشت ازم کا شمار ان مذاہب میں ہوتا ہے جن کی مذہبی تعلیمات اہل کتاب کی تعلیمات کے قریب تر ہیں۔ ہم ان مذاہب کو محض مخالفت کی بناء پر کافر یا مشرک قرار دے کر اس اصطلاح سے باہر کر دیں تو یہ یقیناً بے انصافی ہو گی۔ ہمارا پہلا نقطہ نظر یہ ہی ہو گا کہ ہندوستان کے علاقے میں کسی جلیل القدر نبیؑ کے ظہور کا ذکر ہم تینوں الہامی کتب میں کہیں نہیں پڑھتے اور نہ ہی ان مذاہب کا نام قرآن پاک یا کسی دیگر کتاب میں ہے۔ تو مثال قرآن پاک سے ہی لیجئے:

وَ لَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ ہَدَی اللّٰہُ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَیۡہِ الضَّلٰلَۃُ ؕ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ [2]

" اور ہم نے بھیجا ہر امت میں ایک رسول (جو انھیں یہ تعلیم دے) کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور دور ہو طاغوت سے سو ان میں سے کچھ وہ لوگ تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جس پر گمراہی مسلّط ہو گئی پس سیر و سیاحت کرو زمین میں اور (اپنی آنکھوں سے) دیکھو کس قدر عبرتناک تھا انجام (رسولوں کو) جھٹلانے والوں کا۔"

اور اسی بحث کہ ان اقوام کا تذکرہ کسی بھی مذہبی گروہ میں نہیں جیسا کہ ہم قرآن پاک میں یہودیت عیسائیت اور اسلام کے علاوہ دو ہی اصلاحات کے بارے میں پڑھتے ہیں مشرکین اور صابئین۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِکَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ قَصَصۡنَا عَلَیۡکَ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَیۡکَ [3]

" اور ہم نے بھیجے تھے پیغمبر آپ سے پہلے بھی ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کر دیا اور ان میں سے بعض کا ذکر (قرآن کریم میں) آپ سے نہیں کیا اور کسی رسول کی مجال نہ تھی کہ وہ لے آتا کوئی نشانی اللہ کی اجازت کے بغیر۔ پس جب آئے گا اللہ کا حکم (تو) فیصلہ کر دیا جائے گا حق (و انصاف) کے ساتھ اور باطل پرست وہاں (سراسر) گھاٹے میں رہیں گے۔"

یعنی تمام مذاہب خود کو برحق ثابت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ دیکھ رہا ہے جو بھی اعمال آپ کر رہے ہیں لہٰذا روز قیامت ان میں فیصلہ فرمادیا جائے گا۔ اس آیت مبارکہ کے تناظر میں رب ذوالجلال والکریم نے واضح کیا ہے کہ اس نے بہت سے انبیاءواُمم کا ذکر اس کتاب میں نہیں کیا۔ جہاں ایک مقصد الہامی کتب کو تاریخی کتب بننے سے بچانا ہے وہاں لامحالہ انسانوں میں تجسس، دیگر ادیان کی معلومات، ان کا طریقہ انحراف خود معلوم کرنا اور احکامات خداوندی پر سختی سے کاربند ہونے اور اس کے بابت سزا و جزا کے بارے میں فیصلہ کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونا تھا۔

ہندوازم کا ظہور:

ہندوازم وسطی ایشیاء کا ایک غالب مذہب ہے۔ بالخصوص ہندوستان کی ایک بڑی آبادی اس کی پیروکار ہے۔ اگرچہ اس کے پیروکار دنیا میں یہاں سے بڑے پیمانے پر نقل مکانی کر کے گئے اور اس مذہب کو پھیلایا لیکن اس کا مرکز ہندوستان کو ہی تصور کیا جاتا ہے۔ ہندولوگوں کا ماننا ہے کہ یہ مذہب ہزاروں سال سے یہاں کے لوگوں نے اپنار کھا ہے جبکہ یہاں کی مقامی زبان سنسکرت اس لفظ کو اپنی لُغت میں شامل ہی نہیں کرتی۔ بلکہ دریائے سندھ کے کناروں پر بسنے والے سیاہ فام لوگوں کو جو کہ قافلوں کو لُوٹا کرتے تھے ان کو دیا گیا آریاؤں کی جانب سے لقب تھا جو شاہد پہلے "سندھو"، سدودھن، اور پھر جدید شکل میں "ہندو" بن گیا۔ مطلب سیاہ فام چور یا کانوں میں بالیاں ڈالنے والے غلام۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ہندوازم نہ تو کسی قدیمی مذہب کا نام ہے اور نہ ہی ہندو ہونا کسی مذہب کے پیروکار کی شناخت ہے۔

ہندوستان میں ہندوؤں کی تاریخ:

ہندو مذہب کے پیروکار تجسیم اور مظاہر پرستی کا عظیم مظاہرہ پیش کرتے ہیں اور ایک اندازے کے مطابق ان کے دیوی دیوتاؤں جن کی پوجا یا عبادت کی جاتی ہے ان کی تعداد تین لاکھ سے بھی زائد ہے۔ یہ لوگ نہ صرف مذہبی رہنماؤں، روحانی شخصیات ان کے اہل خانہ اور شاگردوں کی عبادت کرتے ہیں بلکہ مختلف انسانی اعضاء کو الگ دیوتا کی حیثیت دے کر ان کی بھی عبادت کی جاتی ہے جو روحانیت اور کسی ہستی سے لگاؤ کی عجیب مثال ہے اور ایسا عقیدہ کسی دوسرے مذہب میں نہیں ہے۔ ہندوستان کی باقاعدہ کوئی تاریخ یا تاریخی مواد دستیاب نہیں۔ پروفیسر غلام رسول چیمہ صاحب سابق گورنر بمبئی مسٹر الفنسٹن کا قول نقل کرتے ہیں:

> "کوئی قوم خواہ کتنی ہی جاہل کیوں نہ ہو، اس کے طبعی وسیاسی حالات کیسے ہی کیوں نہ رہے ہوں اگر وہ تعلیم وتعلم سے آشنا ہو جائے تو وہ اپنی تاریخ قلمبند کرنے میں دلچسپی رکھتی ہے لیکن ہندو قوم کا طویل المدتی المیہ رہا کہ یہ اپنی تاریخ قلمبند نہ کر سکی۔ ان کا مذہبی لٹریچر بھی تمثیلاتی اور مبالغہ آرائی پر مبنی ہے جو محض تخیل کی عکاسی کرتا ہے۔" 4

آریاؤں کی ہندوستان آمد:

آریا فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی جنگجو، بہادر اور حملہ آور کے ہیں۔ ترکمان چراگاہوں سے آنے والے ان حملہ آوروں نے نہ صرف مقامی آبادی کو غلام بنایا بلکہ انہیں جاہل قرار دیتے ہوئے اپنے مذہبی عقائد و رسومات کو ان پر لاگو کیا۔ جس سے یہاں کی مقامی آبادی اپنے سابقہ عقائد سے دور ہوتی چلی گئی۔ محمد مظہر الدین صدیقی کہتے ہیں:

" کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا جب انسانی معاشرے اور سیاست نے دیگر مذاہب کے افکار کو قبول نہ کیا ہو اور نہ ہی کوئی عہد ایسا گذرا جس میں مذاہب نے دیگر مذاہب کے اثرات کو قبول اور جذب نہ کیا ہو" [5]

وقت گزر تا گیا اور ہندوستان کا مذہب آریائی مذہب کا مظہر بن گیا۔ یہاں تک کہ آریا سماج کے بانی سوامی دیانند جی اور پنڈت لیکھ رام نے لفظ ہندو پر اعتراض کرتے ہوئے کہا:

" ہمیں ہندو یعنی سیاہ فام غلام کہنے کی بجائے "آریا" کہا جائے، یعنی بہادر حملہ آور اور وہ منظم لوگ جو نہ صرف مذہب و تہذیب کی شناخت رکھتے ہیں بلکہ اقوام پر غالب آنے کا حوصلہ بھی رکھتے ہیں۔" [6]

کیا ہندو قرآن پاک میں مذکور صابئین ہیں؟

ہندو یا ہندو مذہب کا واضح نام اگرچہ قرآن پاک میں موجود نہیں اور نہ ہی دیگر الہامی کتب میں ہے۔ اس لیے اس کا قدیم نام ہندو ہونے کے بارے میں آراء مشکوک ہیں۔ ہندومت کے پیروکار بالخصوص اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ جو کہ معلمین، مفکرین اور مذہبی رہنماؤں پر مشتمل ہے۔ وہ خود اپنے مذہب کو ہندومت کے "سناتن دھرم" سے موسوم کرتا ہے۔ سناتن دھرم سنسکرت زبان کا لفظ ہے بمعنی ابدی و لازوال قوانین پر مبنی مذہب بطور قدیمی مذہب۔ اگر ہندومت اس مذہب کا اصل نام نہیں تو لامحالہ اس کی شناخت اس کے عقائد ہوں گے۔ اس نظریہ کو مفروضہ بنا کر ثابت کرنے کے لیے عیسائیت کی مثال لی جائے گی جسے قرآن پاک میں کہیں بھی "عیسائیت" کے نام سے مخاطب یا ذکر نہیں کیا بلکہ نصاریٰ کا لفظ مستعمل ہوا۔ قرآن پاک میں کثیر الذکر قوم صابئین جس کا بارہا ذکر الہامی مقبول مذاہب کے ساتھ آنا اس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے اور علماء کی بحث و تحقیق کی توجہ کا مرکز بھی رہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ ہَادُوْا وَ النَّصٰرٰی وَ الصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَہُمْ اَجْرُہُمْ عِنْدَ رَبِّہِمْ ۪ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَ لَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ [7]

" یقین کرو اسلام کے پیروکار ہوں یا یہودی، عیسائی ہوں یا صابی جو کوئی بھی ایمان لائے اللہ پر اور دن قیامت پر اور نیک عمل کرے تو ان کے لیے ان کا اجر ہے ان کے رب کے ہاں اور نہیں کوئی اندیشہ ان کے لیے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

آیت ہٰذا میں مومنین، اللہ پر ایمان لانے والے اور یوم آخر پر یقین لا کر رب ذوالجلال سے انعام پانے والی اقوام میں صابئین کا تذکرہ ہے۔ یعنی جیسا کہ یہود و نصاریٰ میں سے سبھی گناہ گار اور قابل عتاب خداوندی نہیں بلکہ ایمان والے اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔ ایسا ہی صابئین کے بارے میں بھی حکم ہے۔ یہ حکم اس قوم کو قدیمی توحیدی مذہب کا پیروکار قرار دیتا ہے۔ اب قدیم مذہب کس نبیؑ کا تھا جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے اور ان کے عقائد کیا تھے؟

سورۃ الشوریٰ میں ارشاد ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ[8]

"اس نے مقرر فرمایا ہے تمہارے لیے وہ دین جس کا اس نے حکم دیا تھا نوح کو اور جسے ہم نے بذریعہ وحی بھیجا ہے آپ کی طرف اور جس کا ہم نے حکم دیا تھا ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور تفرقہ نہ ڈالنا اس میں۔ بہت گراں گزرتی ہے مشرکین پر وہ بات جس کی طرف آپ انھیں بلاتے ہیں اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے۔"

آیت ہذا کے مضامین مرحلہ وار جن انبیاءؑ کا ذکر کرتے ہیں ان میں سب سے پہلے حضرت نوحؑ ہیں جن کی قوم بت پرست تھی۔ جن کا ذکر قرآن پاک میں یوں ہے:

وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ وَّ لَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًا[9]

"اور رئیسوں نے کہا (اے لوگو! نوح کے کہنے پر) ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور (خاص طور پر) ود اور سواع کو مت چھوڑنا اور نہ یغوث، یعوق اور نسر کو۔"

حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ابراہیمؑ کی قوم جو مظاہر پرست تھی جس کے ثبوت قرآن پاک میں موجود ہیں اور تفصیلات عراق میں بابل کے باغات کے کتبوں سے ملتی ہیں کہ وہ کن کن مظاہر فطرت کی پرستش کرتے تھے۔ بعد میں مذکور حضرت موسیٰؑ، عیسیٰؑ کے پیروکاروں اور مذاہب کے نام قرآن پاک میں جابجا وضاحت سے بیان ہوئے ہیں۔ اگر ہم صابئین کی اصطلاح کو محض ہندومت کے لیے مخصوص نہ بھی کریں تو بت پرستی اور مظاہر پرستی کرنے والی اقوام اور ان سے اثر پذیر ہونے والے مذہب پر لازمی لاگو ہوگی۔

ہندوازم میں عقیدہ توحید (ہمہ اوست):

ہندوازم کے توحیدی افکار اور عقائد کی وضاحت اُپنشد کرتے ہیں۔ اُپنشد ہندو تعلیماتی مواد میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ جس کے معنی "ہمہ تن گوش ہو کر سننا یعنی وہ پاکیزہ کلام جس کو سُننے والے نے ذاتی ترجیحات کو پس پشت ڈالتے ہوئے کسی اعلیٰ ہستی یا استاد کی منشاء کے مطابق ارادی طور پر عقیدت و احترام سے سُنا۔ اُپنشد ویدوں جتنے قدیم تو نہیں لیکن نامعلوم مدّت سے ہندو مذہب کے مذہبی لٹریچر کا حصہ ہیں۔ اُپنشد کی تعلیمات کے مطابق کائنات کی ہر شے میں اس خدائے واحد کے حلول کی تصدیق کی گئی ہے جو کائنات کا خالق ہے اور اس کائنات کی ہر شے خواہ جاندار ہو یا بے جان اس کی صناع کاری کا ثبوت ہے۔ اس لیے وہ بھی اس خدا کی مانند مقدس و قابل احترام ہے۔ خدائے واحد کی عبادت تو کی جاتی ہے اس کے ساتھ ہر اس شے جس میں اس کا مظہر ہو اور انسانیت کے فائدے کے لیے متحرک ہو کی عبادت کرنا، اس کی عبادت نہیں بلکہ اس کے فوائد کا اعتراف کرنا دراصل اس میں روح رواں خالق کائنات کی منشاء اور روح کا اعتراف کرنا ہے۔ بالفاظ دیگر نظریۂ وحدت الوجود کثیر المعبودیت کی صورت اختیار کر گیا۔ اہل ہنود کا ایک فرقہ محض نظریہ وحدت الوجود کا معترف ہے جبکہ تجسیم سازی کے قائل فرقے ان بتوں میں سے بیشتر کو خداوند کے معاون تصور کرتے

ہیں۔ جن میں فرشتوں اور دیگر افراد بالخصوص جنہوں نے دنیا میں آکر انسانوں کی اصلاح کی اور فلاح کے لیے کام کیا ان کی عبادت کو محض شکرانے اور خدائے واحد کے سامنے سفارش کے لیے کیا جاتا ہے۔ درحقیقت عبادت اور دعا کا حقدار خدائے واحد ہے لیکن چونکہ یہ اللہ کے چُنے ہوئے برگزیدہ افراد تھے۔ اس لیے ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کو اپنے درمیان محسوس کرنے کے لیے ان کی تجسیم کر کے خداوند کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

عقیدہ اوتار:

اس عقیدہ کا فلسفہ خالق کائنات کا اپنی مخلوق کی محبت میں ان کے درمیان ان ہی کی اصلاح کے لیے انسانوں جیسا روپ لے کر آتا ہے۔ اس عقیدہ کے تناظر میں وہ انبیاء و مصلحین اور بعض اوقات صوفیاء کو بھی ان کی الہامی تعلیمات کے باعث خداوند کا اوتار یا ظہور قرار دیتے ہیں۔ لیکن اسے خداوند تصور نہیں کیا جاتا بلکہ خدائے برتر کا ان لوگوں کے ذریعے اپنے کلام کو اپنی مخلوق تک پہنچانے کے لیے حامل کلام ہونے کے باعث ان کی تکریم کی جاتی ہے۔

مذہبی لٹریچر سے ثبوت:

البیرونی ہندوستان کے لوگوں کے بارے میں معلومات بالخصوص ہندو مذہب کی تعلیمات اور اسرار و رموز کی وضاحت کرنے والے پہلے مسلمان مؤرخ اور مفکر تھے۔ البیرونی اپنی کتاب "کتاب الہند" میں ہندوؤں کے نظریۂ توحید کی وضاحت کو ان کی ہی مذہبی کتب کی تعلیمات کے حوالے سے کرتے ہیں:

> "کتاب پتنجلی میں سائل کے سوال کہ معبود کون ہے؟ اور اس کی صفات کیا ہیں؟ تو مجیب جواب دیتا ہے کہ معبود برحق وہ ہے جو اپنے واحد اور ازلی ہونے کے سبب ان تمام افعال و صفات سے بری ہے جو کسی کو راحت یا تکلیف دیتی ہیں۔ مطلب حسیات طلب و جنجال خانہ سے پاک ہے۔"[10]

بھگوت گیتا جو کہ ہندو مذہب کی قدیم کتاب ہے جس کا لٹریچر صوفیانہ افکار اور تمثیلاتی کشف و اسرار پر مبنی ہے۔ ہندو مذہب کے پیروکاروں کی غالب اکثریت اسے پڑھنا باعث برکت و فہم عقیدہ سمجھتی ہے۔ بھگوت گیتا کی تعلیمات کے مطابق باب نمبر 13 مین ارجن خداوند کی ذات کے بارے میں متجسس ہے اور کرشن جی سے اس سوال کی تسکین طلب کرتا ہے تو کرشن جی جواب دیتے ہیں:

> " ارے ارجن وہ پرماتما سب جانداروں کے اندر بھی ہے اور باہر بھی، وہ حرکت میں بھی ہے اور قائم بھی۔ وہ سوکشم یعنی لطیف ہونے کے باعث سمجھ میں نہیں آسکتا۔ وہ دور بھی ہے اور نزدیک بھی، حاضر بھی ہے اور غائب بھی۔"[11]

زرتشت ازم کا ظہور:

عمومی تصور میں بانی زرتشت مذہب کی پیدائش 660 تا 583 ق۔م۔ بیان کی جاتی ہے۔ ان کی جائے پیدائش آذربائیجان اور تبلیغ کا مرکز ایران کے وہ علاقے بیان کئے گئے ہیں جو اب افغانستان کا حصہ ہیں۔ زرتشت کا درست عہد کسی کو معلوم نہیں بلکہ اس کی تاریخ کو اس کے معاون بادشاہ گشتاسپ کے ہم عصر تعبیر کیا گیا ہے جس کے مبہم ہونے کی مثال بدھ مذہب کی شاہی سرپرستی کرنے والے

راجہ اشوک سے لیتے ہیں جن کا عہد گوتم سے 400-300 سال بعد کا یا اس سے کچھ کم و زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے ان کا گشتاسپ کا ہم عصر ہونا محض قیاس ہے۔ اگر ہم ان کا عہد 660 ق۔م کے قریب بھی تصور کریں تو اس وقت ایران کے باشندوں کے عقائد مشرکانہ اور مظاہر پرست ہو چکے تھے جو ان میں کسی مصلح نبیؑ کی طویل فرقت کو ظاہر کرتے ہیں۔ زرتشت کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے اپنے آبائی مذہب اور رسومات سے بیزاری کا اعلان کیا اور اپنا وقت غاروں اور جنگلوں میں گوشہ نشینی اختیار کر کے گزارنا شروع کیا۔ زرتشت روایات کے مطابق جب ان کی عمر تیس سال ہوئی تو ان کے پاس ایک فرشتہ نمودار ہوا۔ جس سے مکالمہ میں نہ صرف توحیدی عقائد کی وضاحت کی گئی بلکہ بقول زرتشت اور ان کے پیروکاروں کے انہیں آسمانی معراج بھی نصیب ہوئی۔ زرتشت کے پیروکاروں کا فرشتوں کے فرائض اور آسمانی مظاہرات سے واقف ہونا ان کے الہامی مذہب ہونے یا کم از کم الہامی مذہب سے متاثر ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کی تعلیمات پر مبنی مجموعہ کو "گاتھا" کہا جاتا ہے۔ جبکہ اس مذہب کا الہامی لٹریچر "ژند" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یعنی روحانی تعلیمات پر مبنی نظمیہ مواد۔ 247ق۔م مین اشکان اوّل کی قائم کردہ ریاست "پارتھیا" میں اس مذہب کی خوب ترویج ہوئی جس کی نسبت سے اس مذہب کا نام "پارتھی" یا "پارسی" مشہور ہو گیا۔

زرتشت ازم میں تصور توحید:

زرتشت سے منسوب مذہبی مواد میں خدا یعنی قادر مطلق کے لیے دو شخصیات کا ذکر ملتا ہے جس کے باعث اس مذہب کی پہچان ہی عقیدہ ثنویت بن گیا۔ جس میں خدائے خیر یعنی "اہورامزد" اور خدائے شر یعنی "اینگرومینو" کا ذکر ملتا ہے۔ اب ذرا اس عقیدے کی تفصیلات اور فلسفیانہ بنیادوں کا جائزہ لیں تو انسانی جبلت و ترجیحات کو مقدم جانتے ہوئے ظاہر ہو گا کہ انسان ہمیشہ اپنے ساتھ بھلائی کا خواہاں ہوتا ہے اور وہ ذات جس سے اس کو خیر میسر ہو وہ نہ صرف اس کی جانب راغب ہو گا بلکہ مشکور ہونے کے ساتھ اس کی اطاعت کا بھی جذبہ رکھے گا۔ جبکہ وہ ذات جس سے اسے شر موصول ہو اس سے لازمی طور پر دور رہنے اور پناہ کا خواہاں ہو گا نہ کہ اس کی عبادت و قربت کا نظریہ رکھے گا۔ اس لیے لامحالہ طور پر زرتشتی تعلیمات میں ان دو ہستیوں کا تعارف ضرور ہو گا لیکن راغب بہ اور فرقت بہ کا تذکرہ حذف ہو گیا اور دونوں ہستیوں کی عبادت یقینی طور پر تحریف کا شاخسانہ ہو گی۔ ذراد ساتیر کا حوالہ ملاحظہ ہو:

> "سمیرام اسپ یا سمیرام ہروار (یکسیت نہ یک در شمار) یعنی خدا ایک ہے مگر اس کی توحید عددی نہیں بلکہ احدیت ذاتی ہے۔"[12]
>
> "نہ کوئی اس کا ہمسر ہے نہ اس کی کوئی شکل ہے، وہ آغاز، انجام، دشمن، جسم، شرکت، اولاد، والدین، راحت، جگہ اور رنگ و بو سے پاک ہے۔ نہ آنکھ اس کا نظارا کر سکتی ہے نہ شعور کی ہمت ہے کہ اس کا احاطہ کرے۔"[13]

زرتشتی نظریہ توحید کے بارے میں ڈاکٹر اکرم رانا بیان فرماتے ہیں:

"زرتشت اپنا خالق اہورامزد کو بیان کرتا ہے جو علیم و بصیر ہے، خالق و قادر ہے۔ جو دنیا کی تخلیق، قیام اور رزق کا ذمہ دار ہے۔ زرتشتی مذہبی ادب میں خداوند کی 100 صفات کا ذکر بیان ہوا ہے۔ ژند کے مطابق

تمام تعریفوں کا حقدار وہی ہے جو ہر شے کی ابتداء سے فنا تک کا مالک ہے۔ دنیا کے قوانین اسی کے تابع ہیں خواہ مظاہر کے بابت ہوں یا مخلوق کے۔"[14]

زرتشت ازم پر آریائی اثرات:

آریا قوم کے وسطی ایشیاء میں داخلہ کا عہد 2500 سے 1500 ق۔م کے درمیان کا بیان کیا جاتا ہے۔ علماء کرام کی کثیر تعداد اس بات کی قائل ہے کہ مظاہر پرستی کی روایات آریا لوگ اپنے ساتھ لے کر آئے۔ الطاف جاوید اس ضمن میں رقمطراز ہیں:

"ترکمان چراگاہوں سے نقل مکانی کر کے آنے والے آریاؤں کا مذہب مظاہر پرستی تھا۔ ان مہاجرین کا ایک گروہ تو ایران میں جابسا اور دوسرا ہندوستان میں داخل ہوا۔ اپنے ساتھ مظاہر پرستی کی خصائل کو یہاں کے قدیم مذاہب کی تعلیمات کے ساتھ خلط ملط کرنے کا سہرا آریاؤں کے سر ہے جو یہاں کے فاتح تھے اور فاتحین کی اطاعت تو لازماً کی جاتی ہے۔"[15]

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ آریا لوگ ہندو ازم اور زرتشت ازم پر اپنے مذہبی عقائد کی چھاپ لگانے میں کامیاب ہوئے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ زرتشت کوئی نبیؑ تھے، جن کی تعلیمات کو آریاؤں نے برصغیر میں پہنچانے کا علم بلند کیا۔ لیکن ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ آریاؤں نے ان دونوں مذاہب کے عقائد و تعلیمات کو متاثر ضرور کیا۔

اسلام کا تصور توحید:

اسلام ایک کامل مذہب ہے جو سامی ادیان میں سب سے آخر میں آیا۔ لیکن اس نے سابقہ باطل عقائد جو کہ سامی و غیر سامی مذاہب میں در آئے تھے کی کامل تردید کی۔ قرآن مجید جو مذہب اسلام کی الہامی کتاب ہے اس کی تعلیمات نے خداوند کریم کی ذات وصفات اور وحدہٗ لاشریک ہونے کے بیان کے ساتھ ان تمام عقائد باطلہ بالخصوص جن کا تعلق عقیدہ توحید سے تھا کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

وَ لَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ ہَدَی اللّٰہُ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَیۡہِ الضَّلٰلَۃُ ؕ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ[16]

"اور ہم نے بھیجا ہر امت میں ایک رسول (جو انھیں یہ تعلیم دے) کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور دور ہو طاغوت سے سو ان میں سے کچھ وہ لوگ تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جس پر گمراہی مسلّط ہوگئی پس سیر و سیاحت کرو زمین میں اور (اپنی آنکھوں سے) دیکھو کس قدر عبرتناک تھا انجام (رسولوں کو) جھٹلانے والوں کا۔"

اسلام کی تعلیمات توحید خالصتاً دین ابراہیمی کی عین پیروی میں اس رب ذوالجلال کی عبادت پر مذکور کرنے کا حکم دیا ہے جس کی صفات کا نہ صرف اعتراف کیا جائے بلکہ ان پر کماحقہٗ ایمان لا کر، اپنی عبادات اور اعمال کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھال لے۔

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ[17]

"آپ فرمایئے بیشک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ کے لیے ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا۔"

اسلامی تعلیمات توحید کی وضاحت کے تین پہلو پیش کرتی ہے۔ (1) توحید بالذات (2) توحید بالصفات (3) توحید بالعبادۃ۔

1) توحید بالذات

توحید بالذات سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کا شعور حاصل کرنا یعنی اس بات پر ایمان لانا کہ کائنات کی ہر شے کا خالق واحد اللہ تعالیٰ ہے جو کہ مدبر و رازق ہے۔ دنیا اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی کائنات میں عوامل روانی ہیں سب اسی کے قبضۂ اختیار میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ[18]

"اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تمہیں رزق دیا پھر (مقررہ وقت پر) تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا کیا تمہارے (ٹھیرائے ہوئے) شریکوں میں بھی کوئی ہے جو کر سکتا ہو ان کاموں میں سے کوئی۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ (ہر عیب سے) اور بلند ہے ان سے جنہیں یہ شریک ٹھیراتے ہیں۔"

2) توحید بالصفات

اللہ تعالیٰ کی ان تمام صفاتی ناموں اور ان میں مذکور صفات پر ایمان لانا ہے جیسا کہ قرآن وحدیث میں ذکر ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ یَلِدْ ۙ وَ لَمْ یُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾[19]

"اے حبیب! فرما دیجیے وہ اللہ ہے، یکتا۔ اللہ صمد ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔"

اسلامی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو کسی انسانی صفت سے تشبیہ دینا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے رب باری تعالیٰ کی صفات کی تمثیل بنانا یا تمثیلی خاکہ وصفاتی خاکہ کی عبادت کرنا بھی ناجائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ یَذْرَؤُكُمْ فِیْهِ ؕ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۚ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ[20]

"وہ پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا اسی نے بنائے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے اور مویشیوں سے بھی جوڑے بنائے۔ وہ پھیلاتا رہتا ہے تمہاری نسل کو اس کے ذریعے۔ نہیں ہے اس کی مانند کوئی چیز اور وہی سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

3) توحید بالعبادۃ

"اور تمہارا خدا ایک خدا ہے نہیں کوئی خدا بجز اس کے بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے[21]

یہ عقیدہ توحید کا سب سے اہم حصہ توحید بالعبادۃ کو قرار دیا گیا ہے جس کے اثرات بلاشبہ دیگر عقائد پر بھی ہوتے ہیں۔ یہ یقین رکھنا کہ جس ذات مبارکہ نے پیدا کیا ہے وہی عبادت کا مستحق ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَ لَا تَجۡعَلُوۡا مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیۡ لَکُمۡ مِّنۡہُ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ [22]

"اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بیشک میں تمہیں اس (کے غضب) سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔"

ہندوازم، زرتشت ازم اور اسلام کا عقیدہ توحید:

تصور خدائے واحد تقریباً ہمیشہ سے تمام مذاہب میں کسی نہ کسی طور پر ثابت رہا ہے۔ علامہ عبد الکریم شہرستانی فرماتے ہیں:

"اسلاف میں انسانوں کی ایک بڑی جماعت اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات، صفات، علم و قدرت، عزت و عظمت، کلام، ارادہ، اکرام و جلال اور عفو و سخاوت کو ازلی صفات قرار دیا ہے۔"[23]

توحید کی تعلیمات کے ابدی ہونے کے بارے میں قرآن پاک کی تعلیمات کچھ یوں ہیں:

مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا مَا قَدۡ قِیۡلَ لِلرُّسُلِ مِنۡ قَبۡلِکَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ لَذُوۡ مَغۡفِرَۃٍ وَّ ذُوۡ عِقَابٍ اَلِیۡمٍ[24]

"(اے حبیب!) نہیں کہا جاتا آپ کو مگر وہی جو کہا گیا پیغمبروں کو آپ سے پہلے بیشک آپ کا پروردگار (اہل ایمان کے لیے) بہت بخشنے والا اور (منکرین کے لیے) دردناک عذاب دینے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے بہت سے انبیاء مبعوث فرمائے جن کا مقصد انسانوں کی ہدایت، فلاحی معاشرہ، توحید کی تعلیمات، اخلاقی تربیت اور آخرت کے لیے انہیں تیار کرنا تھا۔ ان انبیاء کرام نے اپنی قوموں کو حکم الٰہی کی پیروی میں اوامر و نواہی سے روشناس کروایا اور خالق کے پیغام کو مخلوق تک نہ صرف پہنچایا بلکہ ان پر خود عمل کر کے مثال قائم کی۔ لوگوں کو ظلمت، گمراہی اور شرک کے اندھیروں سے نکال کر انہیں نور ہدایت سے روشناس کروایا۔ تمام انبیاء کرامؑ جو اس دنیا میں آئے ان کی تعلیمات کا پہلا اور ابدی مقصد انسانوں میں عقیدہ توحید کو اُجاگر کرنا تھا۔

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ[25]

"اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول مگر یہ کہ ہم نے وحی بھیجی اس کی طرف کہ بلاشبہ نہیں ہے کوئی خدا بجز میرے پس میری عبادت کیا کرو۔"

دنیا میں آنے والے پہلے انسان آدمؑ تھے جو کہ خود نبیؑ تھے۔ لٰہذا یہ بات کہنا فقط جھوٹ اور مبالغہ آرائی پر مبنی ہوگا کہ دنیا کے کسی حصے تک پیغام توحید نہیں پہنچا۔

"دنیا کے ہر حصے میں رہنے والے لوگ قریب قریب ایک ہستی جو کہ وحدہٗ لاشریک ہے کا تصور اپنی مذہبی تعلیمات میں ضرور رکھتے ہیں۔ اسلام سے قبل بھی لوگ "اللہ" یا "اِلہٰ" سے واقف تھے۔ زبانوں اور تلفظ کی تبدیلی سے بعض اوقات یہ نام تبدیل ہوگئے جیسا کہ یہواہ، اللہ، یزداں، اہورامزد اور برہما جیسے نام مروج ہوگئے جن کا معنی اور کچھ نہیں بلکہ قادر مطلق ہے۔[26]

کسی مذہب کا اللہ تعالیٰ کو کسی اور نام سے پکارنا اس بات کو ظاہر نہیں کرتا کہ وہ تصور توحید سے نا آشنا ہے یا اس کا منکر ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى [27]

"آپ فرمائیے یا اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر پکارو جس نام سے اسے پکارو اس کے سارے نام (ہی) اچھے ہیں۔"

اس آیت کے مضامین کے مطابق اللہ تعالیٰ کو محض مختلف ناموں سے پکارنا ہی مسئلہ کا حل نہیں بلکہ توحید کو مکمل طور پر رائج کرنا اور اس پر دل و جان سے ایمان لانے کے علاوہ ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

مطالعہ مذاہب عالم سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہب کی تعلیمات کیا ہیں اور انہیں بلاشبہ اور بلا تامل بانئ مذہب کی تعلیمات سے منسوب کر دیا جاتا ہے جبکہ اصل مسئلہ فہم و عمل توحید کا ہوتا ہے۔ جسے بعض اوقات سیاسی مفادات اور بعض اوقات کچھ مذہبی رہنماؤں کی جانب سے اپنی علمی بالادستی یا مخالفین کی بہ نسبت اضافی قوت کے حصول کے لیے تعلیمات میں تحریف کر دی گئی جو بعد ازاں مذکورہ مذہب کی تعلیمات کا حصہ بن گئیں۔ ثابت ہے کہ لیکن کوئی مذہب طاغوتی راستوں پر ابتداء سے گامزن نہ تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ [28]

"اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس قوم کی زبان کے ساتھ 6 تا کہ وہ کھول کر بیان کرے ان کے لیے (احکامِ الٰہی کو) پس گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اور ہدایت بخشتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہی سب پر غالب بہت دانا ہے۔

خلاصہ

مضمون میں دنیا کے بڑے مذاہب میں توحید کے تصور کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تقریباً ہر مذہب میں ایک اعلیٰ ہستی کے وجود کو تسلیم کیا جاتا ہے جو کائنات کا خالق ہے، لیکن مختلف عقائد اس تصور کو دھندلا دیتے ہیں۔ مذاہب کو عمومی طور پر سامی اور غیر سامی گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ سامی مذاہب انبیاء کے ذریعے الہامی تعلیمات کے دعوے دار ہیں، جبکہ غیر سامی مذاہب میں یہ دعویٰ نہیں پایا جاتا۔ تاہم، بعض غیر سامی مذاہب کے عقائد میں سامی مذاہب سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ ہندومت اور زرتشتیت کو ان عقائدی مماثلتوں کی بنیاد پر شبہ اہل کتاب قرار دیا جاتا ہے۔ ان میں ایک اہم نظریہ توحید کا ہے، جو اس بات کا ثبوت فراہم کرتا ہے کہ یہ مذاہب ابتدا میں توحیدی تھے، باوجود اس کے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ان کی تعلیمات میں بگاڑ پیدا ہوا۔ اس مضمون میں تجزیاتی، وضاحتی، اور تقابلی طریقے اختیار کیے گئے ہیں تا کہ شبہ اہل کتاب مذاہب میں توحید کے تصور کو اسلامی تعلیمات کے ساتھ واضح کیا جا سکے۔

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات وحواشی

---

[1] المائدہ:68:5

Al-Ma'idah: 5: 68

[2] النحل:36:16

Al-Nañl: 16: 36

[3] المؤمن:78:40

al-Mu'min: 40: 78

[4] چیمہ، غلام رسول، مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ، غلام رسول اینڈ سنز، لاہور، 2016ء، ص105

Cheemā, Ghūlam Rasōōl, Mzāhib-e-Alām Ka Tqab'li Jaīza, Ghūlam Rasōōl & Sons, Lahore, 2016, p.105

[5] صدیقی، محمد مظہر الدین، اسلام اور مذاہب عالم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 2017ء، مقدمہ، ص1

Sīddīquue, Mūhammad Mazhurd'din, Islam aūr Mzahīb-e-Alām, Idara Sqafat Islamiyā, Lahore, 2017, Muqadma, p.1

[6] قادری، ابواحمد محمد انس، اسلام اور عصر حاضر کے مذاہب، مکتبہ اشاعت اسلام، لاہور، 2017ء، ص339

Qadrī, Abū Ahmed, Muhammad Anas, Islam aur Aser's Hazīr ke Mzahīb-Maktbā Ishaet-e-Islām, Lahore, 2017, p.339

[7] البقرہ:62:2

Al-Baqrā: 2: 62

[8] الشوریٰ:13:42

Al-Shūra: 42: 13

[9] نوح:23:71

Al-Noah: 71: 23

[10] البیرونی، کتاب الہند، مترجم: سید اصغر علی، بک ٹاک لاہور، 2012ء، ص29

Al-berūni, Kitab-ūl-Hind, Trans. Syed Asghar Ali, Book Talk, Lahore, 2012, p.29

[11] روشن لال، رائے، بھگوت گیتا، فکشن ہاؤس، لاہور، 2013ء، ص29

Rōshan Lal, Roŷe, Bhaĝwat Ĝeetā, Fīction Hōuse, Lahore, 2013, p.29

[12] زرتشت دساتیر مطبوعہ، بمبئی، ص69

Zartīshet, Dsatīr Matbooa, Bombay, p.69

[13] ایضاً

Ibid

[14] رانا، ڈاکٹر اکرم، بین الاقوامی مذاہب، اریب پبلیکیشنز، نئی دہلی، 2012ء، ص100

Rāna, Dr., Akram, Baen-al-Aqwam Mzahīb, Areeb Publīcations, New Delhi, 2012, p.100

[15] جاوید، الطاف، غیر سامی مذاہب کے بانی، اپنا ادارہ، لاہور، 2018ء، ص173

Javēd, Altāf, Ghaīr Samī Mzahīb ke bani, apna īĎara, Lahore, 2018, p.173

[16] النحل:36:16

Al-Nañl: 16:36

[17] الانعام:162:6

Al -An'am : 6:162

[18] الروم:40:30

Al-Room: 30:40

[19] اخلاص:112:1۔4

Al-Iḱhlas: 112:1-4

[20] الشوریٰ:11:42

Al-Shooŗa: 42:11

[21] البقرہ:163:2

Al-Baqra: 2:163

[22] الذاریات:51:51

Al-Zarīyat: 51:51

[23] شہرستانی، عبدالکریم، الملل والنحل، الجزء الثانی، دارالعلم، بیروت، 1968ء، ص116

Sheharīstanī, Abdūl Kareem, Al mīlal wa’l Nah’l, vol.ii, Barūl ilm, Berūt, 1968, p.116

[24] حم السجدہ:43:41

Hā-meem Al-Saĵda: 41:43

[25] الانبیاء:25:21

al-Anbiya': 21:25

[26] سنگھیڑا، عبدالعزیز، تصور خدا میں مماثلت، ص32

Sanĝhera, Abdūl Azīz, Tsawer-e-Khūda me Mūmaslet, Nigarshat, Lahore, 2019, p.32

[27] بنی اسرائیل:110:17

Banī Israel: 17:110

[28] ابراہیم:4:14

Ibrahim: 14:4